کنفیوشس Confucius 551-479 قبل مسیح (72 سال)

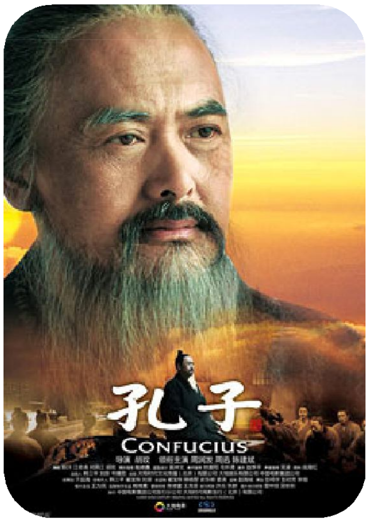

غربت وتنگدستی کی کوکھ سے پروان چڑھنے والا عظیم چینی راہنماء، استاد اور فلاسفر کنفیوشس، جس نے یتیمی و بے کسی کے سائے میں پرورش پائی۔ اسکے پاس نہ دولت وثروت کے انبار تھے، نہ حکومتی وسرکاری جاہ وجلال۔ پھر بھی اپنی قوم کو ایسے نظریات وافکار دے گیا۔ جسے ایک مذہب کی طرح قبول کیا گیا۔ اور بعد ازاں واقعی ایک حقیقی مذہب کی عملی شکل کی صورت میں اپنایا لیا گیا۔ کنفیوشس نے اپنی محرومی، غربت اور کٹھن حالات کے باوجود ہمت نہ ہاری۔ لوگوں کی بے اعتنائی اور اپنے مقدر کی بے مروتی کا اس نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ چنانچہ ہمارا مقصود یہاں ایک غربت وتنگدستی کی کوکھ سے پروان چڑھنے والے شخص کا ذکر کرنا ہے۔ جس نے سادہ اور فقیرانہ زندگی گزار کر اپنی قوم کو نیا طرز زندگی سکھا دیا۔ جس کی کئی امراء و بادشاہ آج بھی بڑے فخر سے تقلید کرتے ہیں۔ اہل ثروت و دولتمند اس پر رشک کرتے ہیں۔ اور یقیناً دنیا کے سارے غریبوں کا اپنی غربت کی وجہ سے اس سے ایک تعلق ہے۔ جو ایک پیغام بھی ہے۔ امید بھی ہے۔ اور قوت بھی ہے۔

کنفیوشس کا ہم سے کسی بھی قسم کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تاریخی، جغرافیائی، تمدنی، معاشرتی یا نسلی تعلق نہ ہونے کے باعث شاید ہم اسے کوئی قابل ذکر شخصیت ماننے پر آمادہ نہیں۔ خصوصا جبکہ اسکی قوم ہمارے درمیان انکی اپنی تعمیر کردہ عظیم دیوار چین حائل ہو۔ اور پھر قدرت نے بھی سلسلہ ہمالیہ۔ قراقرم اور ہندوکش کی صورت میں دشوار گزار رکاوٹیں کھڑی کردی ہوں۔ لیکن پھر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ کنفیوشس کے نظریات اسکے اپنے ذاتی علم و تجربہ اور فطرت کے عمیق مطالعہ پر مبنی ہیں۔ ہم اسکے ماخذ وثوق کیساتھ کسی آسمانی کلام، وحی یا پیغمبر سے منسلک نہیں کرسکتے۔ جو یقیناً اسکی فکری کجی ہے۔ اور ہمارے لئے ناقابل قبول ہونے کی ایک مضبوط دلیل بھی۔ لیکن ہم بحرحال اسکے فکری و عملی کارناموں سے انکار نہیں کرسکتے۔ جن کی بنیاد پر وہ دنیا کی عددی اعتبار سے ،سب سے بڑی قوم میں اڑھائی ہزار سال سے زندہ ہے۔ اسکے پیروکار آج بھی اس پر دل وجان سے فدا ہیں۔ اس بات کو یقین کی حد تک جاننے کے باوجود کہ وہ ایک غریب ومفلس شخص تھا۔ جس نے یتیمی و بے کسی کے سائے میں پرورش پائی۔ اور اسکے پاس نہ دولت وثروت کے انبار تھے، نہ حکومتی و سرکاری جاہ وجلال تھا۔ پھر بھی اپنی قوم کو ایسے نظریات وافکار دے گیا۔ جسے ایک مذہب کی طرح قبول کیا گیا۔ اور بعد ازاں واقعی ایک حقیقی مذہب کی عملی شکل کی صورت میں اپنایا لیا گیا۔

کنفیوشس اور ہمارے درمیان اڑھائی ہزار سال کا طویل عرصہ حائل ہے۔ جو اس کے حالات، زندگی، اور تعلیمات کے ابہام اور غیر مستند ہونے کی بنیادی وجہ ہے۔ لیکن بحرحال اپنے وقت کی ایک نامور اور غیر معمولی شخصیت ہونے کے باعث اسکی زندگی کے بنیادی حقائق ضرور محفوظ ہیں۔ چینیوں کا یہ قدیم اور

عظیم قومی راہنما 550 یا 551 قبل مسیح میں چین کے صوبہ "لیو" کے ضلع "لسو" میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ معروف فوجی تھا۔ جو اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی بدولت دور دور تک مشہور تھا۔ اسکی جرأت بے باکی کے قصے زبان زد عام تھے۔ اپنی ازدواجی زندگی کے ابتدائی چند برسوں تک وہ اولاد کی نعمت سے محروم رہا۔ پیرانہ سالی میں اسکے ہاں کنفیوشس پیدا ہوا۔ مگر وہ پدرانہ احساسیات سے زیادہ عرصہ تک سرشار نہ رہ سکا۔ کیونکہ کنفیوشس کی صرف عمر تین سال ہی تھی کہ وہ دنیا سے چل بسا۔ گویا کنفیوشس ابتدائی عمر ہی میں اپنے باپ کے سایہء التفات سے محروم ہو گیا۔ اسے غربت وافلاس کی کڑی دھوپ کیساتھ یتیمی کا ضعف بھی سہنا پڑا۔ مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔ گردش دوراں کی اس تلخی اور اپنے مقدر کی بے مروتی کا اس نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ بارہ سال کی عمر میں اسے اپنی شادی کی خوشگوار مسرت حاصل ہوئی۔ پندرہ سال کی عمر میں کنفیوشس کو تلاش معاش اور زندگی کے بنیادی وسائل کی فکر شدت کیساتھ دامنگیر ہوئی۔ اس نے مقامی طور پر مزدوری شروع کر دی۔ پھر کچھ عرصہ بعد اسے سرکار کے توشہ خانہ میں محافظ کی حیثیت سے ملازمت مل گئی۔ یہاں اس کی کارکردگی اور عمدہ انتظام کے باعث ترقی دیکر زراعت کا نگران اعلیٰ بنا دیا گیا۔ اس دوران میں نے اپنے فطری شوق مطالعہ کو بھی جاری رکھا۔ تاریخ، شاعری، ادب، آثار قدیمہ اور سیاسیات اس کے پسندیدہ مضامین تھے۔ اسکی بڑی خواہش تھی کہ دنیا کے سارے جھنجھٹ چھوڑ کر تعلیم و تدریس ہی کو ہمیشہ کیلئے کل وقتی پیشہ کے طور پر اختیار کرے۔ مگر اپنے بیٹے کی پیدائش اور چند ایک دوسری خانگی مجبوریوں کے باعث وہ اپنی اس خواہش پر عمل نہ کر سکا۔ تئیس سال کی عمر میں اس کی ماں فوت ہو گئی۔ جس کا اسے بڑا صدمہ ہوا۔ وہ تین سال تک اپنی ماں کا سوگ مناتا رہا۔ بالآخر اس نے پھر سارے کام چھوڑ کر تعلیم و تدریس کی اپنی دیرینہ خواہش کو عملاً اختیار کر لیا۔ اور مستقل اس عظیم منصب، لازوال انسانی فریضہ اور قابل قدر پیشہ کو اختیار کر لیا۔ رفتہ رفتہ وہ مقبول و معروف ہوتا گیا۔ اور اگلے دس سالوں کے دوران چین کے مختلف علاقوں میں اسکے ہزاروں شاگرد پیدا ہو گئے۔ علم کے متلاشی اور حکمت و روشنی کے قدردان طویل سافتیں طے کر کے اسکے افکار سیکھتے اور مختلف علاقوں میں پھیلتے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب صوبہ ''لو'' کے حکمران کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ تو بستر مرگ پر اس نے اپنے بیٹے کو کنفیوشس سے علم سیکھنے کی وصیت کی۔ اس سے انکے درمیان استاد اور شاگرد کا قابل قدر تعلق بننے کیساتھ محبت و اعتبار کا بھی مضبوط رشتہ استوار ہو گیا۔ پھر جب صوبے میں ایک موقع پر شورش برپا ہوئی تو حاکم وقت کیساتھ کنفیوشس کو بھی ملک سے فرار ہونا پڑا۔ بعد میں فتنہ فرو ہونے پر وہ واپس آ گیا۔ باون سال کی عمر میں کنفیوشس مقامی لوگوں کی عمومی علمی سطح اور شعوری ادراک سے بلند ہو چکا تھا۔ وہ لوگوں کی نظر میں انسانی فضیلت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو چکا تھا۔ اسے ''چنگ ٹو'' شہر کے باشندوں نے قاضی بنا لیا۔ یہاں اسے اپنی صلاحیتوں کے عملی اظہار کا موقع مل گیا۔ جلد ہی اسکی اصلاحات اور دوررس حکمت عملیوں (Policies) سے لوگوں میں خوشحالی و آسودگی آ گئی۔ جسے ہمسایہ ریاستیں اپنے حسد کے باعث برداشت نہ کر سکیں۔ جنکی ریشہ دوانیوں سے کنفیوشس کو بالآخر اپنے عہدہ سے دستبردار ہونا پڑا۔ بعض روایات کی رو سے اسے ملک بدر کر دیا گیا تھا۔ جسکے بعد ہمیں اسکی زندگی کی ایک طویل آوارگی نظر آتی ہے۔ وہ تیرہ سال تک ایک ایسی سلطنت، ریاست، حکومت یا کسی سرکاری سرپرستی (Machinary) کا متلاشی رہا۔ جہاں وہ اپنے زریں قوانین کی عملی اشکال وضع کر سکے۔ مگر انتہائی پرمشقت زندگی کے تلخ تجربات کے بعد اس نے یہ خواہش ہمیشہ کیلئے ختم کر دی۔ اور اپنے ملک وقوم اور نظام و انتظام کو اسکے حال ہی پر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور بالآخر اپنے سارے نظریاتی و فکری ارمان سمیٹے، تشنۂ تکمیل خواہشات کا بوجھ اٹھائے 678 قبل مسیح میں ہمیشہ کیلئے اس دنیا کو خیرآباد کہہ گیا۔ اسکی موت کے بعد چینی عوام میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔ جس میں ممکن ہے انکے ''مردوں کی پوجا'' کرنے کے اعتقاد کا بھی دخل ہو۔ پورے چین میں بڑے اہتمام کیساتھ اس کا سوگ منایا گیا۔ حکمران جو پوری زندگی اسے دھتکارتے رہے، اب اسکی زندگی کے معمولی واقعات کو بھی کارناموں کی طرح بیان کرنے لگے اور شاہی القابات و خطابات دیئے گئے۔ صوبے کے بادشاہ نے اسکی یاد میں ایک عبادت گاہ تعمیر کرا دی۔ عقیدت واحترام سے سرشار قوم اسکی تعلیمات پر دل و جان سے فدا ہونے لگی۔ بے شمار لوگ اسکی قبر کے پاس جھونپڑے ڈال کر مجاور بن گئے۔

کنفیوشس کو کچھ لوگ چینی تہذیب کا بانی یا قومی راہنما تصور نہیں کرتے۔ جبکہ اسکے کروڑوں پیروکاروں میں سے لاکھوں لوگ اسے اپنا داتا اور مددگار سمجھتے

ہیں۔مگر حقیقت یہی ہے کہ کنفیوشس ہرگز مذہبی راہنما نہ تھا۔اس نے لوگوں کو اسکے اپنے اپنے اعتقادات کے خصار (Framework) کے اندر رہتے ہوئے شخصی وخانگی، معاشرتی وسیاسی اور عمرانی واخلاقی زریں اصول اپنانے کا درس دیا۔لوگوں سے شخصی کردار اور شعوری رویئے میں تبدیل کرنے کو تقاضا کیا۔ بنیادی طور پر اس نے قوم کی نفسیات کا صحیح کردار کرتے ہوئے ایسے راہنما اصول وضع کیے، جو اکثریت کیلئے قابل قبول اور عملی طور پر ممکن تھے۔ایسے شخص کو میری سرسری فہم کی رو سے مذہبی حیثیت دینا قرین انصاف نہ ہوگا۔نہ ہی ہم اسے کوئی مذہبی مقام دے سکتے ہیں۔کیونکہ کنفیوشس نے پوری زندگی الوہیت کے بارے میں کوئی فلسفہ نہیں پیش کیا۔انسان، حیات اور صاحب حیات کے حوالے سے قیاس آرائی سے گریز کیا۔فلسفہ کائنات، حیات بعداد موت اور مابعد الطبعات جیسے صحیح مذہبی اجزاء کے بارے رائے دینے سے ہمیشہ اجتناب کیا۔ایسی شخصیت کو سیاسی رہنما، ہردلعزیز قائد اور محبوب قومی راہنما تو کہا جا سکتا ہے۔مگر مذہب کو یقیناً اسکی اصلیت کیساتھ خالص ہی رہنا چاہیے۔جسکے تقدس کے برقرار رہنے ہی میں انسانیت اور کائنات کی بقاء ہے۔

اگر ہم کنفیوشس کے نظریات وافکار کا مذہبی تناظر میں مزید جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کنفیوشس کا وحی والہام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔نہ ہی اس نے کبھی مافوق الفطرت ہستی ہونے کا دعویٰ کیا۔ایک موقع پر وہ اپنے آپ کو یوں بتاتا ہے کہ میں پیدائشی علم ودانش کا حامل نہ تھا۔ بلکہ میں تو ماضی کا مطالعہ کرنے والا اور گزرے حالات ہی سے علم تلاش کرتا ہوں۔کنفیوشس خدا کو ''شین'' کا نام دیتا ہے۔پروفیسر لگ (Leg) کے بقول کنفیوشس شین کسی ایسی اعلیٰ ہستی اور قابل احترام ذات کیلئے بولتا ہے۔جو ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے۔مگر ان تمام تر اعتقادات کے باوجود ہم اس کی تعلیم کو اسلام کے عقیدہ سے توحید سے تعبیر نہیں کر سکتے۔نہ ہی وہ اپنے معنی ومفہوم میں ایسا کوئی اشارہ دیتا ہے۔وہ انسان کی دو بنیادی شخصی واجتماعی جبلی خصلتیں بیان کرتا ہے۔جن Jen جسکے لفظی معنی محبت کے ہیں، کو انسان، ماحول اور کائناتی مظاہر سے محبت اور علم وفکر کی عقیدت تعبیر کرتا ہے۔دوسرا "سی" Ci جس کے معنی ادب، آداب، رسومات اور عادات کے ہیں۔اور یہ قدیم روشن روایات کے ہمہ گیر اور وسیع مفہوم میں بھی لیا جاتا ہے۔ پروفیسر لگ کے بقول کنفیوشس مردہ پرستی پر پختہ یقین رکھتا تھا۔پابندی سے مردوں کے سامنے قربانیاں پیش کرتا تھا۔اس کا انسانی روح کی بقاء اور اسکے دنیا کے پسماندگان پر اچھے برے اثرات مرتب کر سکنے کا بھی عقیدہ رکھتا تھا۔گویا وہ ابا پرستی کے چینیوں کے مبہم اور محیّر العقول عقیدہ کو سبوتاژ کرنے کی بجائے تقویت دیتا محسوس ہوتا ہے۔جبکہ دوسری طرف جب لوگوں نے اس سے مردوں کے انکے پسماندگان کی کارگزاریوں سے باخبر ہونے کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کمال حکمت (Dimplomacy) کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں انہیں "ہاں" کہوں تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں سعادتمند بیٹے اور فرض شناسی پوتے اپنے ابا کی آخری رسومات ہی میں خود کو تباہ کرلیں گے۔لیکن اگر میں ''ناں'' میں جواب دوں، تو مجھے اندیشہ ہے کہ نافرمان اور بدبخت بیٹے اپنے ابا کو بے گور وکفن ہی چھوڑ دینگے۔اسلئے تمھیں اس کے بارے میں بری رائے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ بعد میں تمھیں خود ہی اسکے متعلق پتہ چل جائے گی (بٹینی، ابتدائی اقوام کے مذاہب)۔

کنفیوشس کے مردہ پرستی سے ہمیں اسکے حیات بعد از موت کے جزوی قائل ہونے کا بھی ہلکا سا اشارہ ملتا ہے۔وہ اپنی کتاب ییکنگ (Yeking) میں یوں رقمطراز ہے کہ نیک خاندان یقیناً سیرت وشادمانی سے ہمکنار ہوتا ہے۔جبکہ برائیوں کے درپے گھرانہ بدبختی سمیٹتا ہے (دنیا کا مذہبی نظام، 74)۔ لیکن وہ شادمانی وبدبختی کیسی اور کس کی نوعیت کی ہے؟ یہ بتانے سے کنفیوشس قاصر ہے۔

کنفیوشس کی زندگی میں ''چاؤ'' خاندان چین پر حکمران تھا۔جو عقل پرست اور آنکھوں دیکھے احوال پر یقین رکھتے تھے۔جنکے لیے کنفیوشس کے نظریات ناقابل قبول تھے۔221 قبل مسیح میں ''چی ان'' خاندان چین کا حکمران بنا۔جسکے ایک بادشاہ ٹین شیہہ ٹی (Tain Shin Hwangti) نے پورے چین پر تسلط قائم کرنے کا فیصلہ کیا بہت ہی ریاستوں کو اپنے زیرنگیں کرلیا۔اور اپنے لئے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا۔اور لوگوں کے ذہنوں سے قدیم بادشاہوں اور دانشوروں کی یاد محو کرنے اور خود کو ہمیشہ کیلئے لوگوں کی یادداشت پر نقش کرنے کے خیال کے زیر اثر کنفیوشس سمیت تمام قدیم معروف لوگوں کی پرانی کتب یادگاریں اور تحریریں جلا دیں۔جنکے حوالے سے ایک روائت یہ بھی ہے کہ یہ آگ مسلسل تین ماہ تک جلتی رہی تھی۔قدیم مفکریں اور انکے نظریات کی تدریس ممنوع قرار دے دی گئی۔مگر اسکی خواہش پوری نہ ہوسکی۔تھوڑے عرصہ بعد 206 قبل مسیح میں جب اس خاندان کو زوال ہوا۔اور ''ہان''

خاندان بادشاہ بنا تو لوگوں نے دیواروں میں چنوائی اور حکام سے چھپا کر دبائی ہوئی کتب نکال کر دوبارہ شائع کرا دیں۔ پھر کنفیوشس سمیت تمام قدیم چینی دانشور عوام کے محبوب راہنما بن کر ابھرے۔ حتیٰ کہ 50 عیسویں تک کنفیوشس کو بہترین انسان قرار دیا جانے لگا۔ اس نے مستقل کتابیں بہت کم لکھی تھیں۔ اس نے قدیم چینی تاریخ، رسومات، ادب اور سلاطین کے اقوال مرتب کئے تھے۔ اسکے علاوہ اس نے موسیقی میں بھی چند اصلاحات متعارف کرائیں تھیں۔ اسکے نظریات کو سب سے پہلے اسکے کیہ Kiagh نامی پوتے نے جمع کر کے کتابی شکل میں مدون کیا تھا۔ وہ اپنے دادا کی طرح صاحب بصیرت اور زیرک شخص تھا۔ اس نے دادا کے اقوال وتعلیمات اور احوال کو قابل فہم اور سہل انداز میں ''درمیانے راستے کے اصول'' کے نام سے شائع کیا۔ کنفیوشس کی شخصیت ونظریات کو زندہ وموثر بنانے میں کچھ حد تک اسکے اولین سوانح نگار چن Zema Chien کا بھی حصہ ہے۔ جسکی مخصوص علمی تفسیر سے کنفیوشس مزید کچھ عرصہ تک موثر شخصیت بن گیا تھا۔ رفتہ رفتہ چوتھی صدی قبل مسیح تک ''شو'' Shu خاندان کے زوال کیساتھ کنفیوشس کی شخصیت وتعلیمات بھی مجروح ہونے لگیں۔ لوگوں نے اسے کوئی انسانی عقل وفہم سے ماوراہستی تصور کرتے ہوئے اسکی پرستش شروع کر دی۔ مگر اس دور میں دوسرے مفکرین کیساتھ مینشش Mencius نامی مفکر نے بھی اسکی تعلیمات ونظریات کو اسکی اصل روح کیساتھ زندہ کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔ کنفیوشس ازم کی اس ہمہ گیر ترویج وارتقاء کے باوجود یہ اپنی پوری تاریخ میں کبھی بین الاقوامی حیثیت نہیں حاصل کر سکا۔ جسکی بنیادی وجہ یہ تھیں کہ اسکی فکری تشکیل خاص چینی قوم کی افتاد طبع کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی تھی۔ اور اس میں مجموعی انسانی شعور کو دخل نہیں تھا۔ اس میں مابعد الطبعات کے کئی تشنہ پہلوؤں کیساتھ جامعیت کا بھی فقدان تھا۔ جو دوسری اقوام کے افراد کیلیئے کوئی قابل ذکر کشش نہیں رکھتا تھا۔ جو انکی فکر کو متاثر کرتے ہوئے کوئی بڑا فکری تغیر برپا نہیں کرتا۔ یہ تو پہلی صدی عیسویں میں سلطنت کے ''دیوانی ملازمت'' کے امتحانات کے Syllabus میں شامل کرنے کے باعث قوم کے باشعور طبقے کیساتھ سرکاری کل پرزوں (Machinary) کو بھی ازبر ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ متفرق ادوار کے وقفوں کیساتھ 100ء سے 1900ء تک مسلسل جاری رہا۔ چینی قوم کے پرجوش اور ذہین نوجوان نسل درنسل کنفیوشس کے نظریات کے عمیق مطالعہ کے دور سے گزرتے رہے۔ جو رفتہ رفتہ انہیں اپنی فطرت اور ثقافت کا حصہ تصور کرنے لگے۔ جو تا آنکہ موجودہ دور میں اشتمالیت پسندوں، حدت طرازوں اور عقل پرستوں کی ہمہ گیر تحریکوں کے زیر اثر تھا۔ اور ساری دنیا کے ایک بستی Globaluilloge کی شکل اختیار کرنے سے معلومات (Information) کا تبادلہ آسان اور تیز ہو گیا۔ اور آج دیوار چین بھی اپنی عوام کے حقیقی واصل افکار سے آشنا Exposur ہونے کی جدوجہد کو ناکام نہیں بنا سکی۔ حکمران لوگوں کو اپنا دست نگر بنائے رکھنے کے تصور کے زیر اثر زمینی حقائق سے بے خبر رکھنے سے قاصر ہو چکے ہیں۔ لیکن ان تمام حقائق کے باوجود ہمارا مقصود صرف ایک غربت وتنگدستی کی کوکھ سے پروان چڑھنے والے شخص کا ذکر کرنا ہے۔ جس نے سادہ اور فقیرانہ زندگی گزار کر اپنی قوم کو نیا طرز زندگی سکھا دیا۔ جس کی کئی امراء و بادشاہ آج بھی بڑے فخر سے تقلید کرتے ہیں۔ اہل ثروت ودولتمند اس پر رشک کرتے ہیں۔ اور یقیناً دنیا کے غریبوں کا اپنی غربت کی نسبت سے اس سے ایک تعلق ہے۔ جو ایک پیغام بھی ہے۔ امید بھی ہے۔ اور قوت بھی ہے۔

References

Clements, Jonathan (2008). Confucius: A Biography. Stroud, Gloucestershire, England: Sutton Publishing. ISBN 978-0-7509-4775-6.

Confucius (2003). Confucius: Analects-With Selections from Traditional Commentaries. Translated by E. Slingerland. Indianapolis: Hackett Publishing. (Original work published c. 551-479 BC) ISBN 0-87220-635-1.

Creel, Herrlee Glessner (1953). Chinese Thought from Confucius to Mao Tse-tung. Chicago: University of Chicago Press.

Csikszentmihalyi, M. (2005). "Confucianism: An Overview". In Encyclopedia of Religion (Vol. C, pp 1890-1905). Detroit: MacMillan Reference USA.

Dawson, Raymond (1982). Confucius. Oxford: Oxford University Press. ISBN 0-19-287536-1.

Fingarette, Hebert (1998). Confucius : The secular as sacred. Long Grove, Ill.: Waveland Press. ISBN 1-57766-010-2.

Nivison, David Shepherd (1999). "The Classical Philosophical Writings - Confucius". In Loewe, Michael; Shaughnessy, Edward. The Cambridge History of Ancient China. Cambridge: Cambridge University Press. pp. 752-59. ISBN 0-521-47030-7.

Nylan, Michael and Thomas A. Wilson (2010). Lives of Confucius: Civilization's Greatest Sage through the Ages. ISBN 9780385510691.

Ssu-ma Ch'ien (1974). Records of the Historian. Yang Hsien-yi and Gladys Yang, trans. Hong Kong: Commercial Press.

Van Norden, B.W., ed. (2001). Confucius and the Analects: New Essays. New York: Oxford University Press. ISBN 0-19-513396-X.

Van Norden, B.W., trans. (2006). Mengzi, in Philip J. Ivanhoe & B.W. Van Norden, Readings in Classical Chinese Philosophy. 2nd ed. Indianapolis: Hackett Publishing. ISBN 0-87220-780-3.